وفیات

تم کدھر چل دیے آج سورج ڈھلے

محترم جیلانی بی اے مرحوم کی یاد میں

نعیم صدیقی

وہ میرے پاس بیٹھے ، ایک آدھ قہقہہ ، دو تین جملے ، ساتھ ہی "بس بس بس" پھر کچھ ایسے الفاظ کہ "قصہ ختم" ۔ (پراسرار سی بات ، معلوم نہیں کون سا قصہ ختم) خیر میں نے باتوں کا رخ موڑنے کے لیے کہا کہ آپ دو چار دن میں کسی جگہ مجھے اور ایک آدھ اور صاحبِ دل کو بلوائیں اور چائے کی دعوت کریں اور بس کچھ قہقہے لگائیں ۔ وعدہ کیا ! "انشاء اللہ انشاء اللہ" ۔ پیغام کا انتظار کرتا رہا ۔

مگر دو ہی چار دن میں جیلانی صاحب چٹ پٹ ہوگئے ۔ آں قدح بشکست و آں ساقی نماند ۔

اور جیلانی صاحب کی تدفین تو یوں محسوس ہوئی کہ پھولوں کے ایک انبار پر اُن کے محب مٹی ڈال آئے ۔ ہمارا قیمتی دیرینہ رفیق مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء کو ہم سے جدا ہوا جبکہ جمعہ کی پہلی اذان ہو رہی تھی ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ !

چودھری غلام جیلانی مرحوم کو احباب اس وقت سے جانتے ہیں جب اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامیات کے پیریڈ میں مولٰنا مودودیؒ جدید طرز کے لکچر دے رہے تھے اور ملک غلام علی صاحب ، شیخ فقیر حسین صاحب ، مشتاق چاندنہ صاحب سے معلوم ہوا کہ جیلانی صاحب سنجیدگی شکن شوخ طبع نوجوان تھے ۔ بس وہیں سے یہ طائرِ پَر فشاں اسیرِ دام ہوا اور چند ہی پھڑپھڑاہٹوں میں عقاب بن گیا ۔

میرا تعلق ماہنامہ چراغ راہ کے ذریعے استوار ہوا ۔ بہ حیثیت مدیرِ چراغ راہ میری قوت بڑھ گئی

جب جیلانی بی۔اے کے افسانے چراغ راہ میں شائع ہونے لگے ۔ فنی لحاظ سے اور مقصدی نقطۂ نظر سے ان مؤثر افسانوں نے خدا پرستانہ اقدارِ تہذیب کو منعکس کرنے میں ہمیں نئی راہوں اور منزلوں سے آشنا کر دیا ۔ جیلانی صاحب انگریزی اور فرانسیسی ادب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ چنانچہ "احوبہ" (جو کسی دوسرے رسالے میں شائع ہوا) "بعلم بن بعور" اور "ڈبلیو فلپس کا کیس" جیسی چیزیں پیش کر کے انہوں نے مستقل کے ایک قد آور ادیب کو ہمارے تصوّر میں لاکھڑا کیا ۔ مگر جیلانی صاحب کو کچھ دوسرے فرائض کھینچ لے گئے اور اُن کے اندر ایک ادیب سسکیاں بھرتا رہ گیا، شاید اسی کے ردِ عمل میں وہ قہقہے بہت لگایا کرتے تھے۔

پھر ان کا ایک جلوہ وہ تھا جو جیل میں دیکھا ۔ مولٰنا مودودیؒ ہی کے لئے نہیں، وہ ہر ساتھی کے لئے بھی خادم بن گئے ۔ خصوصاً جب ۶۴ء میں تمام جماعتی اسیران کو سرکاری بورڈ کے سامنے پیش ہونے کے لئے اکٹھا کیا گیا تو وہ باورچی خانے کے ایسے انچارج تھے کہ قیدی مشقتیوں سے بڑھ کر وہ خود مشقتی تھے ۔

ان کا ایک بڑا کارنامہ ملک نصراللہ خاں عزیزؔ مرحوم کے بعد ہفت روزہ ایشیا کو بطور جماعتی آرگن کے جاری رکھنا ہے ۔ چوہدری غلام مصطفیٰ آپ کے والدِ گرامی تھے ۔ چودھری صاحب ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو متولد ہوئے، بی۔اے تک تعلیم حاصل کی ۔ ۱۹۴۲ء میں جماعت میں داخل ہوئے۔ دسمبر ۱۹۶۵ء کو مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے اور یہ سلسلہ جاری رہا۔ نومبر ۱۹۷۳ء میں صوبۂ پنجاب کی جماعتِ اسلامی کے امیر منتخب و مامور ہوئے اور ۱۹۷۶ء تک رہے ۔

آخرت کے لئے وہ دعوتِ اسلام، محبتِ رفقاء اور خدمتِ انسانیت اور خاندانی حُسنِ روابط کا جو توشہ سمیٹ لے گئے ، میرے خیال کے مطابق اس میں دوسروں کی دل آزاری یا حق ماری کی کوئی آلائش نہیں ہے ۔ خدا اُن کی تمام عبادات اور نیکیوں کو قبول کر کے اُن پر اجرِ جزیل دے اور جو کمزوریاں ، کوتاہیاں ، غلطیاں یا آلائشیں رہ گئی ہوں، اُن سے درگذر فرمائے۔ اُن کے اہلِ خانہ اور افرادِ خاندان پر بھی رحمتیں نازل کرے۔ نیز ہمیں اُن کا بدلُ اُن سے بھی بہتر عطا فرمائے۔ آمین!